بسم اللہ الرحمن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۹۲

سالانہ چندہ ۵ر	بیرونجات ہند ۱۰ شلنگ
ششماہی چندہ ۳ر	قیمت فی پرچہ ۲ر

راستی موجب رضائے خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

یوم اشاعت:- دوشنبہ

سچ

ایڈیٹر:- عبدالماجد
پتہ:- دریاباد - ضلع بارہ بنکی
(مضامین کیلئے اور ہر قسم کی خط و کتابت ایڈیٹر سے کی جائے)

مہتمم:- ظفر الملک
پتہ:- دفتر اخبار سچ - لکھنؤ
(چندہ و انتظامی امور کے متعلق خطوط مہتمم کو بھیجے جائیں)

نمبر ۲۱	۲۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۵ھ	۳۰ مئی سنہ ۱۹۲۷ء	جلد ۳

سچی باتیں

آپ کو اپنی نوعمری میں کسی کالج کے ہوسٹل یا اسکول کے بورڈنگ میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے؟ نہ سہی تو کسی سرکاری یا سرکاری طرز کے غیر سرکاری اسکول میں پڑھنے کا اتفاق ہوا ہے؟ اگر ہوا ہے، تو ذرا حافظہ پر زور ڈال کر یاد فرمائیے، کہ اس زندگی میں آپ کو کیا کیا تجربات ہوئے تھے۔ کتنی شرارتیں آپ نے اسکول میں جا کر سیکھیں۔ کتنے گندے الفاظ پہلے پہل اسکول ہی میں آپ کے کان میں پڑے۔ کتنی بیہودگیوں کے سبق آپ نے اول اول اپنے ہم مکتبوں ہی سے حاصل کیے۔ گھر کی معصومانہ زندگی میں آپ کے کان جن لفظوں سے نا آشنا تھے، آنکھیں جن منظروں سے بیگانہ تھیں، وہ سب کچھ آپ نے پہلی بار اپنے مدرسہ ہی کے شیطان ساتھیوں کی صحبت میں سنا اور دیکھا، یا نہیں؟ خرچ کرنے کی نئی نئی مدیں، والدین سے اُسکے حاصل کرنے کی نئی نئی چالیں، بیمار بن جانے کے نئے نئے ڈھنگ، غیر حاضری کے لیے نئے نئے حیلے اور بہانے، جھوٹ بولنے کے نئے نئے گر، اُستادوں کو دھوکا دینے کے نئے نئے طریقے، یہ اور دوسری بیسیوں بیہودگیاں، جن کا اقرار کرتے بھی آج آپ شرمائیں گے، ان سب عادتوں کی بنیاد، خوب یاد کر لیجیے، کہ آپ کی اسکول ہی میں پڑی تھی یا نہیں؟

ان واقعات کو تسلیم کرنے، ان حالات کو یاد رکھنے کے بعد بھی آپ اپنی اولاد کو کسی اسکول میں بٹھا دینے، کسی بورڈنگ میں داخل کرا دینے کیلیے مضطرب و بیقرار نظر آ رہے ہیں! اور اپنے نورِ نظر کی ساری ترقی و تکمیل، فلاح و بہبود کی صورت آپ کو اسی میں نظر آ رہی ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو، آپ اسے اخلاقی موت کے گڑھے میں جھونک دیں اور اوباشی اور شہدہ پن کے باڑے میں اُسے دوسرے بھیڑیوں کے ساتھ بند کر دیں! کیا اتنے عرصہ میں آپ کے خیال میں اسکولوں کے زمین و آسمان بدل گئے ہیں؟ کیا اس درمیان میں آپ کے لڑکوں کے بھیڑیے انسان بن گئے ہیں؟ جو انہوں نے جامۂ انسانیت پہن لیا ہے، شیطان فرشتوں میں تبدیل ہو گئے ہیں؟ یا اسکے برعکس دنیا بد سے بدتر ہو گئی ہے، اور اخلاقی فضا تاریک سے تاریک تر ہوتی جا رہی ہے؟

کوئی شخص اگر آپ کے کمسن بچہ کو آگ میں ہاتھ ڈال دینے یا کنوئیں میں کود پڑنے، یا چھت سے کود آنے کی صلاح دے، تو آپ دل ہی دل میں اس شخص کے دشمن ہو جائیں۔ کوئی شخص اگر زہر کا پیالہ آپ کی اولاد کے سامنے پیش کر دے، تو آپ اس شخص کے خون کے پیاسے ہو جائیں۔ پھر یہ کیا ہے، کہ اپنی عزیز اولاد، اپنے ہی چہیتے جگر پاروں کے جسموں کی نہیں، روحوں کی ہلاکت کا سامان آپ خود اپنے ہاتھ سے کر رہے ہیں۔ انہیں روحانی موت کے گڑھے میں ڈھکیلنے کے لیے آپ خود ہنسی خوشی آمادہ ہو رہے ہیں، اور جو لوگ آپکے اس ارادہ میں آپ کے شریک و ہم عمل ہو رہے ہیں، انہیں

آپ اپنا، اور اپنی اولاد کا مخلص و خیر خواہ، دوست و غمگسار سمجھتے ہیں! کیا آپ نے یہ فیصلہ کر لیا ہے، کہ جسمانی زندگی کے مقابلہ میں روحانی زندگی حقیر و ہیچ، و ناقابل التفات ہے؟ جسم و بدن تو بہر حال ایک روز فنا ہو کر رہیں گے، کیسی بدبختی و نادانی ہے، کہ اس ڈھلتی ہوئی چھاؤں کے پیچھے آپ روح و اخلاق کی دولت لازوال کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کر رہے ہیں!

آرزوئے خلافتِ اسلامیہ کا جرم!

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا شمار اس وقت ملک کے مشہور علماء میں ہے۔ انکے زہد و تقویٰ کی عام شہرت ہے، اور اپنے معتقدوں اور مریدوں کی نظر میں وہ ایک روحانی مقتدیٰ اور مذہبی پیشوا کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس لیے قدرۃً انکی غیر محتاطانہ جنبشِ قلم نقصان بھی بہت پہونچا سکتی ہے۔ حال میں انکے کسی مرید یا معتقد نے "ملوکیت و جمہوریت" کے عنوان سے ان کا ایک مضمون، اپنی اشتعال انگیز تمہید کے ساتھ روزنامہ زمیندار میں شایع کرایا ہے، جس میں یہی نہیں، کہ اسلام کو ملوکیت کا حامی اور جمہوریت کا دشمن بتایا گیا ہے، بلکہ تجدید دورِ خلافتِ راشدہ کے آرزومندوں کو بھی قانونِ شریعت سے بغاوت کرنے والوں اور فتنۂ فرنگیت کے متوالوں کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے!

کاش یہ مضمون ایک خادمِ دین کی جانب منسوب نہ ہوتا! اسلام نے جو نظامِ حکومت پیش کیا ہے، اس پر "حکومتِ شوریٰ" کے عنوان سے سچ کے دو نمبروں میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے، اور اسکے علاوہ متعدد دوسرے مضامین، خالص مذہبی نقطۂ نظر سے جمہوریت و شوریت کی تائید میں سچ میں شایع ہو چکے ہیں۔ یہاں اُن دلائل کے دہرانے کا موقع نہیں، گذارش صرف یہ کرنی ہے، کہ اگر مولانا نے جمہوریت کی تردید میں قلم اٹھانا ضروری ہی خیال فرمایا تھا، تو کیا حرج تھا، کہ اسکے قبل حامیانِ جمہوریت کے دعووں کا مفہوم انھیں سے سمجھ لیا جاتا، اور انکے دلائل انھیں کی زبان سے سُن لیے جاتے! اگر ایسا ہوتا تو شاید مولانا ہی کے احساسِ ذمہ داری کے حق میں بہتر ہوتا! کیا قہر ہے، جو اللہ کے بندے، احیاءِ نظامِ خلافتِ راشدہ کے لیے بیتاب ہو رہے ہیں، اور اپنی تحریروں میں، تقریروں میں، قراردادوں میں، غرض ہر ممکن ذریعۂ اظہار سے خلفائے راشدینؓ کے عہدِ مبارک کی طلب و تمنا ظاہر کر رہے ہیں، انکی بابت یہ ارشاد فرمایا گیا ہے، کہ وہ یورپین طرزِ حکومتِ جمہوری کا مطالبہ کر رہے ہیں! اور پھر اسی پر اکتفا نہیں، بلکہ رسولِ برحق کے جن اُمتیوں نے اپنی ساری زندگی فتنۂ مغربی کے خلاف جہاد کرتے رہنے کے لیے وقف کر رکھی ہے، انکی نیت کی بابت بھی بے دھڑک یہ فتویٰ صادر کر دیا گیا ہے، کہ چونکہ وہ فتنۂ تقلید فرنگ میں سرشار ہیں، اس لیے انھیں طرزِ حکومت بھی وہی فرنگیوں والا مرغوب و مطلوب ہے! گویا احیاءِ خلافتِ راشدہ کی آرزو کرنا، ایسا سخت جرم ہے، کہ اسکے مجرم کے سر یہ الزام تھوپ دینا، اور رسوا کرنے کے لیے ہر ممکن طریقہ اختیار کر لینا روا ہے! مطلب شیخی زیور کا قصہ

بے شبہ ان بیچاروں کے حصہ میں نہیں آیا، لیکن جب بہشتی زیور کے پہننے کا وقت آئیگا، تو کیا عجب ہے، کہ یہ "دنیوی لیڈر" اور "غیر مستند مولانا" اتنے قابلِ تحقیر اور مستوجبِ مضحکہ نہ ثابت ہوں! شوریت، اگر اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے، تو سنجیدہ دلائل سے اسے ہر وقت رد کیا جا سکتا ہے، لیکن بجائے اسکے حامیانِ شوریت کی ذات کو ہدفِ طعن و تعریض بنانا، انکے دعووں کو بالکل مسخ کرکے پیش کرنا، اور ان "غیر مستند" علماء پر اس فتنۂ مغربیت کی تحریک کا الزام لگانا، جس سے وہ "مستند" علماء کرام سے کہیں زیادہ پناہ مانگتے رہتے ہیں، بشدہ ارشاد ہو کہ یہ طرزِ استدلال عقل، نقل، شریعت، طریقت، اخلاق، آخر کس چیز کے موافق ہے؟ خدا سے آرزوگار ہونا کی اس لغزش کو معاف کرے اور دعا ہے، کہ انکے سینہ کو اس باب میں قبولِ حق کے لیے کھول دے!

ایک دشمن رسول، دشمن عقل!

سرورِ کائنات صلعم کے دشمنوں کی جو نسل ابولہب و ابوجہل کے وقت سے اب تک چلی آ رہی ہے، اور جو بعد کسی و فخر اپنا سلسلۂ نسب اپنے اُن اجداد معنوی سے قائم کیے ہو، اسکے ایک موجودہ رکن رکین کا نام پادری ڈاکٹر زویمر ہے، جو ہندوستان کو بھی کئی بار اپنی تشریف آوری سے مشرف کر چکے ہیں۔ ان بزرگوار کی "تحقیقات" میں اسلام ایک مجموعۂ اوہام و خرافات ہے، اور خیر بعض مسائلِ اسلام کا کچھ نہ کچھ، دشمن پہلو تو شاید ڈھونڈنے سے نکل بھی آئے، لیکن ذاتِ محمدی (روحی فداہ) تو سراسر......... ایسی ہے، کوئی مسلمان اپنے قلم سے نقل بھی بمشکل ہی کر سکتا ہے۔ تازہ ترین ارشاد گرامی، بحوالۂ پادری مذکور، ملفوظہ ہے کہ

The veil would never have existed except for the insane jealousy of Mohammad

"اگر عورتوں کے معاملہ میں محمد کا رشک حسد جنون کی حد تک نہ پہونچا ہوتا، تو یہ نقاب کا رواج نہ ہوتا" (زناجاگریجین انٹیلی جنسر مورخہ ۔ اپریل سنہ ۲۶ء)

اس گندہ ذہن کی بد زبانیوں پر اعتنا نہ کیجیے۔ وہ وہی کر رہا ہے جو اسے اپنے ظرف کے لحاظ سے کرنا چاہیے۔ خلافت کا کیڑا، اگر غلاظت ہی کے اندر متعرف رہنے میں مگن رہتا ہے، تو آپ اسے باہر نکال کر عطریت کی خوشبو سنگھانے کی کیوں سعی ناکام کریں؟ جس قلم نے خاتم پیغمبراں کی نسبت اس گندہ ذہنی کا اظہار کیا ہے، وہ شروع اپریل میں دکھو یہ ویسٹ منسٹر میں ایسے "اسلام میں عورت کی حیثیت" پر دیا تھا۔ اسی لکچر کے حسب ذیل فقرہ کی داد دیجیے:-

"خواہ عرب و ایران کی شاعری کا مطالعہ کیا جائے، خواہ ترکی کے دیوؤں کے افسانوں کا، خواہ مراقش کی پرانی کہانیوں کا، اور خواہ الف لیلہ کے جو افسانوں کا، عورت کی تصویر قریباً اور باعصمت کہیں بھی نہ نظر آئے گی"

اس کھلے ہوئے جھوٹ اور صریح افتراء سے قطع نظر کرکے کہ عرب، ایران و ترکی کے دفاتر شعر و ادب میں، باعصمت و وفادار عورتوں کی مثالیں بھری پڑی ہیں، ذرا اس عقل آرائی اور دانش گستری کی داد دیجیے، کہ اسلام

کی تعلیمات کے لیے قرآن نہیں، صحاح ستہ نہیں، دوسری کتب حدیث نہیں، آثار صحابہ نہیں، اقوال ائمہ نہیں، ملفوظات صوفیہ نہیں، بلکہ تلاش الف لیلہ اور دوسرے افسانوں کے اوراق کے اندر کی جاتی ہے! آخرت میں روز جزا پر تو جو کچھ گزرے گی، ہر حال گزرے ہی گی، لیکن نظارہ تو آج دوست و دشمن ہر شخص دیکھ سکتا ہے، کہ محمدؐ کی دشمنی کے ساتھ ہی دل و دماغ کو عقل و خرد، فہم و تمیز، ہوش و ادراک سے بھی کیسی دشمنی ہو جاتی ہے!

بدمستوں کی بلانوشی!

"شہر گلاسگو (اسکاٹ لینڈ) کی اسٹاک ویل اسٹریٹ میں ایک موٹر لاری پر شراب (وہسکی) کے تین خم (مٹکے) لدے ہوئے جا رہے تھے، کہ ایک ٹرام گاڑی سے ٹکر ہو گئی۔ تینوں خم ایک نالی میں گر گئے، اور سیکڑوں باشندگان شہر کو مفت کی مے نوشی کا موقع ہاتھ آ گیا! ہزاروں کا مجمع ہو گیا، صراحیاں، بوتلیں، اور پیالے لیے ہوئے، ارد گرد جمع ہو گیا، اور وہسکی پر ٹوٹ پڑا۔ بعض بلانوشوں نے تو کمال ہی کر دیا، کہ سڑک پر اوندھے منہ لیٹ کر نالی میں سے بہتی ہوئی شراب پینا شروع کر دی! اور بعضوں نے یہ کیا، کہ اس میں اپنے کپڑے ڈبو ڈبو کر پھر انہیں بوتلوں میں نچوڑ لیا" (ڈیلی میل، ۱۱ اپریل سنہ ۲۹ء)

مشرق کی انتہائی بلانوشی کا معیار شاعری و تخیل کی دنیا میں یہ تھا، کہ دُردآشامی کی نوبت آ جاتی تھی، اور شیشہ کی تہ میں جو تلچھٹ رہ جاتی تھی، اسکی طلب و تمنا ساقی سے کی جانے لگتی تھی۔ لیکن مغرب پھر مغرب ہے۔ بھلا اسکی ان ترقیوں تک کس کی رسائی ہو سکتی تھی، کہ اندھیری رات میں نہیں، دن دہاڑے، چوری چھپے نہیں کھلے خزانے، ایک دو نہیں، سیکڑوں ہزاروں کی تعداد میں، مرد و زن، اور طفلان نوخیز نہیں، مہذب و شائستہ قوم کے مہذب و شائستہ انسان، خم سے نہیں، میکدہ سے نہیں، ساقی کے ہاتھ سے نہیں، سڑک کی گندی نالی اور غلیظ موری میں منہ لگائے، گھونٹ پر گھونٹ چڑھائے چلے جا رہے ہیں!

روشنی میں اندھیرا!

مشرق کی شاعری میں چوروں، ڈاکوؤں، اور رہزنوں کی دیدہ دلیری کی ترقی سے بڑی شان، شاعرانہ تخیل کی پوری بلند پروازی کے بعد یہ پیش کی جا سکی، کہ رہزن، شب کی تاریکی میں نہیں، بلکہ اسے چراغ کی روشنی سے ڈھونڈ کے رہزنی کر رہا ہے! چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد! مغرب کی ترقیوں نے اس باب میں بھی مشرق کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ تہذیب و تمدن کے مرکزوں میں ڈاکے، رات کی گہری تاریکی میں نہیں، بلکہ چمکتے ہوئے آفتاب کی پوری روشنی میں پڑنے لگے ہیں! سنسان ویرانوں میں نہیں، بلکہ گنجان شہر کی گنجان آبادیوں کے عین وسط میں! اکیلے دکیلے نہتے راہگیروں پر نہیں، بلکہ مسلح سرکاری سپاہیوں پر! امریکہ کے شہر نیویارک میں پچھلے سال، خاص شہری آبادی میں، دن کے وقت ایک سال کی مدت میں ۵۵ واقعات دن دہاڑے ڈاکے کے پیش آئے، جن میں ۸ لاکھ ۵۵ ہزار ڈالر کی رقم لٹی! امریکہ ہی کے دوسرے مشہور شہر شکاگو میں اسی مدت کے اندر ٹھیک اسی قسم کے واقعات کی تعداد ۳۳۰ رہی، اور لٹی ہوئی دولت کی میزان ۱۰ لاکھ ۵۰ ہزار تک پہونچی! امریکہ کے ان شہروں میں، ایک بنک سے دوسرے بنک تک دن کے وقت روپیہ منتقل کرنا، انتہائی خطرہ کا کام سمجھا جاتا ہے، بغیر کافی تعداد میں مسلح سپاہیوں کی حفاظت کے ممکن ہی نہیں، اور پھر اس قدر پرخطر کام کے لیے سپاہیوں کا ملنا بھی آسان نہیں! انگلستان کے اخبارات (مثلاً سنڈے نیوز، مورخہ ۲۳ اپریل) امریکہ کے ان واقعات کو لکھ لکھ کر خوش ہو رہے ہیں، کہ برطانیہ کے شہروں میں ایسے واقعات ابھی تک بہت کم وقوع ہوتے ہیں، اور برطانیہ کے حدود اس وبا سے ابھی ایک بڑی حد تک محفوظ ہیں! الہ آباد کے ظریف شاعر نے کہا تھا ؎

ہرچند بے دستار رہی مرزا کو غم نہیں
کیا کم ہے یہ شرف کہ بجاتی سے کم نہیں

ٹھیک یہی ذہنیت آج برطانیہ کی رہ گئی ہے۔ وہ اپنی حالت پر مسرور و مطمئن ہے، خوش اور بشاش ہے، اس لیے نہیں، کہ بجائے خود اسکی حالت جبتہ قابل اطمینان ہے، بلکہ محض اس لیے کہ امریکہ کی حالت اس سے بھی کہیں بدتر ہے! فخر و شرف کا شاید یہی وہ معیار ہے، جسے نظام سرمایہ داری کی برکتوں کا دعا گو رہنے والے ہندوستانی اپنے ملک میں رائج کرنا چاہتے ہیں!

عورت کے حقوق

انگلستان میں شور برپا ہے کہ آئندہ سے عورتوں کو بھی مردوں ہی کی طرح بجائے تیس سال کے اکیس ہی سال کی عمر سے ووٹ دینے کا حق عطا ہو جائے۔ ایک طرف سے یہ پرزور مطالبہ ہو رہا ہے، اور دوسری جانب اسکی مخالفت بھی شد و مد سے کر رہی ہے۔ آئندہ جو کچھ بھی فیصلہ ہو، اور انگلستان کی زندگی پر اسکے جو کچھ بھی اثرات پڑیں، یہاں اس سے بحث نہیں۔ یہاں کہنا صرف یہ ہے، کہ باوجود اس غلغلۂ مساوات کے، باوجود بلند آہنگی کے ساتھ ان دعووں کے، کہ عورت و مرد تمام حقوق میں برابر ہیں، باوجود اس شور و ہنگامہ کے کہ عورت کو کامل سیاسی آزادی حاصل ہے، انگلستان مرد و عورت میں محض اختلاف جنس کی بنا پر یہ تفریق قانون نے جائز رکھی ہے، اور رائے عامہ اسکی تائید کر رہی ہے، کہ مرد کو ووٹ دینے کا حق اکیس سال کی عمر سے حاصل ہو جاتا ہے، لیکن عورت تیس سال کی عمر سے قبل اس حق سے محروم رہتی ہے! سوال یہ ہے کہ، اسلام نے بھی اس سیاسی حق سے عورت کو محروم رکھا تھا؟ قرآن یا حدیث میں کہیں یہ وارد ہوا ہے، کہ شوریت کے اسلامی نظام حکومت میں جب امیر یا اولو الامر مشورہ طلب کرے، تو صرف مومنین ہی سے مشورہ کرے، اور فلاں عمر تک کی مومنات کو اس حق سے محروم رکھے؟ خلفائے راشدینؓ کے زمانہ میں جب کسی مومنہ نے کسی ملکی معاملہ میں دخل دیا ہے، کسی سیاسی یا دینی مسئلہ میں اپنی رائے پیش کی ہے، تو کبھی اس سے یہ بھی جرح ہوئی ہے کہ "اے عورت، تیرا سن ہمارے قانون کے معیار سے ابھی کم ہے، تو تجھے مردوں کی طرح اس معاملہ میں دخل دینے کا حق نہیں"؟ لیکن باوجود اسکے، ہم پر یہ الزام ہے، کہ ہم نے عورت کی آزادی کو سلب کر لیا تھا! اور باوجود اسکے انگلستان کو دعویٰ ہے کہ اس نے عورت کو آزادی کی نعمت بخشی ہے!

سچ کی دوسری جلد۔ یعنی جنوری سے دسمبر سنہ ۱۹۲۶ء تک کے پرچے مجلد کتاب کی صورت میں مل سکتے ہیں۔ قیمت ۷ر علاوہ محصول ڈاک۔ منیجر اخبار سچ

بغاوت پر اصرار

(از عبد الماجد)

ترہٹ ضلع گیا (بہار) سے ایک صاحب کا مکتوب موصول ہوا ہے، جو بعض غیر ضروری حصوں کے حذف کرنے کے بعد حسب ذیل ہے:-

"آپ جانتے ہیں، کہ ضرورتمند مسلمان روپیہ بے سود نہیں پا سکتا، اور برادرانِ وطن کے ہاتھ تھوڑے ہی دنوں میں بک جاتا ہے۔ مسلمانوں کا ہندوستانی تمدن اب جس جگہ آ کر رکا ہے، ہرچند کہ اُسے بہت مسرفانہ نہیں کہا جا سکتا، پھر بھی آمدنی اور ذرائع حصول دولت سے زیادہ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ باوجود دیانتدارانہ کوشش کے بہت لوگ سودی روپیہ لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔"

مسلمان کاشتکاروں اور زمینداروں پر ایک بڑی مصیبت یہ آ رہی ہے کہ مزروعہ زمینیں انکے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں، مسلمان کاشتکار دیہاتوں میں چلتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ لوگ اخلاقاً اور مجبوراً انہیں کے قبضہ میں آ جاتے ہیں، بنگلے مہاجنوں میں، اور جن سے روپیہ لینے پڑتے ہیں۔ غرض کہ جو مسلمان تھوڑی بہت زمین رکھتے ہیں، اپنی زمینوں سے بے دخل ہو جاتے ہیں۔ اس کا واحد علاج یہ تھا کہ وہ کم از کم اپنے ضرورتمند کاشتکار کو ضرورت کے وقت سودی روپیہ دیتے، تاکہ وہ اس طرح پر بھی انکے قابو میں رہتے۔ اس صورت میں کیا ہندو کاشتکاروں اور مزدوروں کو سودی روپیہ دینا جائز ہو سکتا ہے، خصوصاً جبکہ منفعت کا خیال نہ ہو، بلکہ استحکام زمینداری ہو۔ ماناکہ نظام سرمایہ داری کا فنا کرنا اسلامی فرض ہے، لیکن نظام سرمایہ داری کے فنا ہونے سے پہلے ہندی مسلمان تباہ ہو جائیں گے۔ ہندوستان میں مسلمان، انگریز اور ہندو دونوں کے شکار ہو رہے ہیں، کیا موجودہ صورت وحالت میں سود لینا جائز ہو سکتا ہے؟ بصورت دیگر یقین رکھیں کہ کسی مسلمان زمیندار کے قبضہ میں کاشتکار نہیں رہیگا۔"

یہ مکتوب، جو مدیر سودمند کے نام نہیں، مدیر سچ کے نام ہے، اس عہد ذہنیت کا ایک نمونہ ہے، جسکے شکار بہت سے ناواقف وسادہ دل مسلمان ہو رہے ہیں۔ مکتوب نگار صاحب سے شخصاً میں بالکل واقف نہیں، ممکن ہے کہ وہ پختہ مسلمان ہوں، خدا کرے کہ وہ ایسے ہی ہوں، اور خدا مجھے بدگمانی کے گناہ سے محفوظ رکھے، لیکن جب اس مکتوب کو پڑھتا ہوں، اور ان کی اس جسارت پر، کہ وہ تجارتی سود، بنک کے سود، مشترک کمپنیوں کے سود نہیں، بلکہ خالص مہاجنی سود کے لئے، اُس سود کے لئے جو غریب مزدوروں اور غریب کاشتکاروں کو ان کی ضرورت کے وقت ایک گراں شرح سود پر دیا جائے، اُس سود کے لئے، جسکے لئے عربی میں لفظ ربوا اور انگریزی میں یوژری ہے، فتوے جواز طلب فرما رہے ہیں، حیرت وحسرت کے ساتھ، خود انہیں کے ضمیر ایمانی کی دیانت سے سوال کرتا ہوں، کہ جس شے کو کسی عالم نے نہیں، مولوی نے نہیں، مفتی نے نہیں، بلکہ خود رب السموات والارض نے بصراحت تام، حرام اور حرام قطعی ٹھیرایا ہو، جسے کبیرہ گناہوں کی فہرست میں بھی سب سے اوپر درج کیا ہو، اور جسے اللہ ورسول سے جنگ کرنے کا مترادف قرار دیا ہو، اُسے جائز کرنے کی جسارت کے بعد کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی مسلمان باقی رہ سکتا ہے؟ پھر دلیل بھی کس قدر معقول وزوردار پیش کی گئی ہے! فرماتے ہیں کہ "چونکہ ضرورتمند مسلمان روپیہ بے سود نہیں پا سکتا، اور چونکہ باوجود دیانتدارانہ کوشش (دیانتدارانہ کا لفظ کس قدر بامحل صرف ہوا ہے!) کے بہت سے لوگ روپیہ لینے پر مجبور (خدا جانے یہ جبر کس کی جانب سے ہوتا ہے!) ہو جاتے ہیں۔"

اس لئے جواز سود کا فتوے کم از کم فلاں فلاں طبقہ کے لئے تو دے ہی دینا چاہیے! اگر یہی منطق طرازی رہی، تو دنیا میں ہر گناہ، ہر بدکاری، ہر خباثت کی وکالت اسی قوت کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ "چونکہ نوجوان مسلمان اپنی طبیعتوں پر قابو نہیں رکھ سکتے" اس لئے حرام کاری کو پروانہ جواز مل جانا چاہیے! "چونکہ دیوالی کے زمانہ میں ہندوؤں کو جوئے کے ذریعہ سے روپیہ کماتے دیکھ کر مسلمانوں کو رشک ہوتا ہے، اس لئے کم از کم اس زمانہ کے لئے مسلمانوں کو بھی قماربازی کی اجازت ملجانی چاہیے!" یہ ذہنیت اسلامیہ کے ساتھ مخول ہو رہی ہے، یا شریعت اسلامیہ کے ساتھ تمسخر! یہ بھی ارشاد ہوتا ہے، کہ مسلمانوں کا خرچ انکی آمدنی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے، پھر بھی ان کا تمدن "بہت مسرفانہ" نہیں کہا جا سکتا! خدا معلوم "اسراف" آپ کی زبان میں کیا معنی رکھتا ہے! "بڑی مصیبت" یہ نہیں، کہ مزروعہ آپ کے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہیں، اور کاشتکار بے قابو ہوئے جا رہے ہیں، بلکہ "بڑی مصیبت" یہ ہے کہ آپ خود شریعت کے قائم کئے ہوئے حدود سے باہر نکلے جا رہے ہیں، فطرت کے آپ باغی ہیں، اپنی بغاوت پر آپ کو اصرار ہے، اور جب فطرت کی عدالت سے آپ کو ان بغاوتوں کی سزا ملنی شروع ہو جاتی ہے، تو آپ لگے جائز ناجائز اپنے صریح سرکشی اور یکسر بیدینی کا اعلان کرنے لگتے ہیں! کیا قیامت ہے، کہ جو علاج آپ کو بتایا جاتا ہے، وہ آپ کرتے نہیں، جو پرہیز آپ کو بتایا جاتا ہے، اُس سے آپ کو ضد پیدا ہو جاتی ہے، جو زہریلی بجائے صحت کی آپ کے علم میں لائی جاتی ہیں، انکی مخالفت میں آپ کو لطف آنے لگتا ہے، اور پھر جب موت کی نوبت آنے لگتی ہے، تو الٹا شکوہ اسی طبیب سے ہو گیا کہ اس کے علاج وپرہیز سے اتنی کمزوری بڑھ گئی! خدا کے لئے انصاف کرو، کہ یہ ساری حالت بیمار علاج وپرہیز سے پیدا ہوئی، یا مسلسل بدپرہیزی وبے احتیاطی کی بنا پر! ہمیشہ طبیب سے نسخہ لکھوا لیتے، اور پھر اس نسخہ پر ہر طرح کی نکتہ چینی کرتے رہنے کے، کبھی اس طبیب کی کسی ہدایت پر عمل کرنے کی بھی توفیق کبھی نصیب ہوئی؟ کہتے ہو کہ بغیر سود کے قرض نہیں ملتا، اور قرض تو بہرحال لینا ہی پڑتا ہے، لیکن اللہ کے بندو، کبھی تو سوچو، کہ بجز اسراف پسندی، بجز نمود ونمائش، بجز تقاضائے نفس کے، آخر قرض لینے کی کون سی ضرورت واقع ہوا کرتی ہے؟ لڑکے لڑکی کی شادی دھوم دھام سے کرنا، نیا مکان بنوانا، نیا سامان آسائش وآرائش خرید کرنا، اور تمام غیر ضروری "ضرورتوں" کا کہیں بھی تمہاری شریعت نے حکم دیا ہے؟ پھر کیا

ہماری فطرتِ سلیم ان معاصیات پر مجبور کر رہی ہے؟ یا محض تقاضائے نفس ہے؟ محض کلام و نمود کے لیے، محض برادری میں اپنی بات بڑھانے کے لیے، محض اپنی ناک اونچی رکھنے کے لیے جو سب کچھ کر رہے ہو، اور پھر جھوٹی فریاد کر رہے ہو، جھوٹا دکھڑا رو رہے ہو، کہ ہندو مہاجنوں نے غریب مسلمانوں کا خون تک چوس لیا! ہندو قوم اکیلی کیا معنی ساری دنیا کی غیر مسلم قومیں مل کر بھی مسلمان کو برباد نہیں کر سکتیں، جب تک مسلمان خود اپنے کو برباد کرنے پر نہ تل جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم، جب اس قوم کے درمیان بیرونی گمراہی اور بت پرستی میں مبتلا تھی جو اپنی عبادت کے بے طرح خلاف تھی، فاتوا علیٰ قوم یعکفون علیٰ اصنام لھم (اعراف ع ۱۶) | کے بت پرست اور دیوتا پرست لوگ تھے اور خدائے واحد سے انکار رکھ کر انھیں بتوں پر تکیہ کرنا اختیار کر لیا تھا، تو ان بھٹکے ہوؤں کو دیکھ کر بنی اسرائیل خود بھی بھٹکنے لگے، اور محض ان کی تقلید میں خود بھی بت پرستی پر آمادہ ہو گئے یہاں تک کہ اپنے سردار و پیشوا رسول جلیل حضرت موسیٰ کی خدمت میں صاف صاف قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰھا | فرمائش کر دی کہ اے موسیٰ! ہمارے لیے بھی کما لھم اٰلھۃ | ایک دیوتا بنا دیجیے جیسے ان لوگوں کے پاس دیوتا ہیں۔ — کوئی دلیل نہیں، عقل و تجربہ کی پیدا کی ہوئی کوئی وجہ نہیں، بلکہ محض تقلید۔ حضرت موسیٰؑ نے جھنجھلا کر جواب دیا کہ یہ کیا تمہاری قال انکم قوم تجھلون | جہالت و نادانی، شامت و بدبختی ہے کہ ایک ان ھٰؤلاء متبر ما ھم فیہ | پست و ذلیل قوم کی دیکھا دیکھی تم بھی اسی وبٰطل ما کانوا یعملون | پستی پر اترنا چاہتے ہو! ان گمراہوں کی تقلید کرنا چاہتے ہو، حالانکہ یہ جو کچھ کر رہے ہیں، سب ملیامیٹ ہو کر رہیگا، اور ان کا کیا دھرا سب اکارت ہو کر رہیگا! ٹھیک یہی صورت آج بھی ہے۔ اللہ نے ہم کو اپنے فضل و کرم سے ممتاز کیا تھا، تمام خلائق و ممالک سے دور، دینی و دنیوی ترقی کا سیدھا اور ہموار راستہ ہمیں دکھائی گئی تھی، دوسری قوموں کی تباہی و بربادی والے راستہ سے ہمیں صاف بچا دیا گیا تھا، یہ ہماری شامت و بدبختی ہے کہ ہم مغرب کی ان شامت زدہ قوموں کی پیروی پر کمربستہ ہو رہے ہیں، جن کے سود خوارانہ تمدن کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ بینکوں کے دیوالے روزانہ نکل رہے ہیں، امیروں اور غریبوں کے درمیان عداوت و نفرت ہر روز بڑھتی چلی جا رہی ہے، ایک طبقہ حد سے زیادہ امیر، اور دوسرا حد سے زیادہ مفلس ہوتا چلا جا رہا ہے، ہڑتالوں کی گرم بازاری روز افزوں ہے، قومی قرضہ کی تعداد ہر سال بڑھتی جا رہی ہے، اور خونی انقلاب و تباہی کی گھڑی ہر روز نزدیک آتی جا رہی ہے! اور پھر ان ہندو مہاجنوں کی ریس کا شوق سوار ہو رہا ہے جو خود ہندو قوم کے لیے باعث ننگ ہے!

پست ہمتی اور پست خیالی کا نتیجہ ہے کہ ساری تگ و دو بس چند بیگھے کی کاشتکاری و چند ایکڑ کی زمینداری تک محدود ہو گئی ہے! سارا رونا ہے تو اسی کا، اور سر پیٹنا ہے تو اسی کے لیے! بکتے ہو کہ یہی ترقی کا راستہ ہے۔ عقل و انصاف کے دشمنو! تمہیں فیصلہ کرو، کہ چند حقیر زمینداریوں کا بچا لینا "ترقی" ہے، یا یہ ترقی ہے کہ ملک کی حکومت اپنے ہاتھ میں ہو، اور کسی ایک ملک کی تخصیص نہیں، ہندوستان، چین، عرب، ایران، ترکی، افغانستان، فرانس، انگلستان، اسپین، اٹلی، جرمنی، روس، سب پر اسلام کا جھنڈا لہرا رہا ہو؟ ہم تو وہ ہیں جن سے یہ وعدہ کیا گیا تھا، کہ سبزہ و گلشن، دریا اور پہاڑ، جنگلات و صحرا، لکم ما فی الارض جمیعا | دشت و بیابان، کھیت اور باغ، پھل اور پھول، نہریں اور دریا، سونے کی کانیں اور جواہرات کے خزانے، پرندے اور چوپائے، غرض جو کچھ زمین پر ہے، سب کچھ ہمارا ہے، سب ہماری ہی میراث ہے، جب ہم وہ طریقہ بتاتے ہیں، جس سے اس غیر محدود میراث پر قبضہ ہو جائے، تو اس طریقہ کو خشک، غیر دلچسپ، ناقابل عمل بتا دیتے ہو، اور اس کے مقابلہ میں چند چھوٹی نوکریاں حاصل کر لینا، چند حقیر زمینداریوں کو بچا لینا، اپنی ترقی کی معراج سمجھے ہو! اشرفیوں کے ڈھیر کو ٹھکرا کر چند کوڑیاں تم نے اٹھا لی ہیں، اور اپنے اس انتخاب پر اچھل رہے ہو، تو یہ خوشی تمہیں کو مبارک ہو، دوسروں سے کیوں یہ توقع رکھتے ہو، کہ وہ بھی تمہارے اس بچپنے کی داد دیں گے؟ جب تمہاری سمجھ کا یہ عالم ہے، زہر کو تریاق اور تریاق کو زہر قرار دیتے رہو گے، اور روز بروز پستی کے غار میں اور زیادہ گرتے جاؤ گے۔

آخر میں دھمکی یہ دی گئی ہے، اور اس دھمکی کا رواج اب عام ہوتا جا رہا ہے، کہ اگر شریعت میں ہماری ہوا و ہوس کے موافق ہمارے تقاضائے نفس کے مطابق یہ ترمیم نہ کر دی گئی، اگر ہماری خاطر سے سیاہ کو سفید نہ کہہ دیا گیا، تو یاد رہے کہ "نظام سرمایہ داری کے فنا ہونے سے قبل خود مسلمان ہی فنا ہو جائینگے"۔ لیکن گذارش یہ ہے کہ نظام سرمایہ داری کے دلدادہ و شیدا، مغربی ساہوکاری اور ہندو مہاجنی کو اپنا ذریعہ نجات سمجھنے والے، سود خواری پر حرص کے ساتھ گرنے والے، شریعت اسلامی کو ہر انسان کے بنائے ہوئے آئین کی طرح ناقص سمجھ کر اس میں رخنہ اندازی کے لیے بیقرار رہنے والے، اب بھی کب مسلمان ہیں، جو انکے آئندہ فنا ہونے کا اندیشہ کیا جائے؟ جو شخص اپنے گلے میں پھانسی کا پھندا لگا چکا ہے، اسکا یہ کہنا کہ مجھے زہر کا پیالہ پی لینے کی اجازت دو، ورنہ میں خودکشی کر لوں گا، اگر مضحکہ نہیں تو اور کیا ہے؟ آپ نے جس روز شریعت شکنی کی ٹھان لی، اسلام تو اسی روز آپ کی طرف سے صبر کر چکا، اب کیا ہے جس کے لیے آپ کو ڈرایا جا رہا ہے؟ یہ انسان کے دماغ کا تراشا ہوا نہیں، اللہ کا اتارا ہوا قانون ہے، جو شاید اتنی عقل تو رکھتا ہی ہوگا، کہ آپ کی "زمینداری اور کاشتکاری" کی وقتی مصلحتوں کا، اپنے قانون میں لحاظ رکھ لیا ہو! اگر آپ اس قانون کو ٹھکرا دینا چاہتے ہیں، تو ظاہر ہے کہ تنہا آپ کا ہاتھ کون پکڑ سکتا ہے۔ البتہ یہ کسی صورت میں بھی ممکن نہیں کہ دنیا کے فریقین مقدمہ کی طرح کچھ آپ اپنی طرف سے دب کے اور کچھ (نعوذ باللہ) اسے دبا کے "راضی نامہ" کر سکیں!

الخلافۃ — مولوی برکت اللہ بھوپالی کی مشہور انگریزی کتاب۔ جس میں انھوں نے تاریخی بحث کے بعد آئندہ کے لیے اپنی وہ تجاویز پیش کی ہیں جنکے ذریعے سے اگلی شکل میں خلیفۂ اسلام کا منصب دنیائے اسلام کیلئے کارآمد ہو سکتا ہے۔ قیمت ۱۲؍

مہتمم کتب خانہ

بیعت کی حقیقت

(از محمد عمر چشتی صاحب طالب علم مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

بیعت کی اصل غایت اور اسکی حقیقت کیا ہے۔ اسکے جاننے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ تاریخ اسلام پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کن موقعوں پر بیعت لی ہے اور اسکی اصل کیا ہے۔ سب سے پہلی بیعت عقبۂ اولیٰ ہے پھر بیعت عقبۂ ثانیہ۔ اسکے بعد جو بیعتیں ہوئیں وہ بیعت شجرہ اور بیعت کوہ صفا ہیں۔

اب آپ اور دیکھیے کہ بیعت عقبۂ اولیٰ کس موقع پر ہوئی اور بیعت عقبۂ ثانیہ کا کیا باعث تھا؟ تاریخ شاہد ہے کہ بعثت کے بعد ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین پر مصیبت و الم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ کفار و مشرکین نے ایذا دہی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اور اسلام کی اشاعت میں طرح طرح کے روڑے اٹکائے۔ چنانچہ جب وعظ فرماتے تو لوگ تالیاں بجاتے، شور و غل کرتے اور یہ کہا کرتے کہ "لوگو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی باتیں نہ سنو۔ یہ جادوگر ہے۔ اس کی باتوں میں یہ اثر ہے کہ باپ سے بیٹے کو، ماں سے بیٹی کو، بھائی سے بہن کو، اور بی بی سے شوہر کو چھڑا دیتا ہے"۔ غرض ہر وہ ذریعہ جو کفار و مشرکین کے بس کا ہوتا، اشاعت اسلام کے روکنے میں اختیار کرتے۔ آخر مشرکین کے مظالم سے تنگ آکر آپ نے اشاعت اسلام کے فرض کو چپکے چپکے ادا کرنا شروع کیا۔ عرب کے مختلف بازاروں میں چلے جاتے اور آتے جاتے والے مسافروں کو اسلام کی خوبیاں سمجھاتے اور اللہ کی توحید کی دعوت دیتے۔ آپ جب طائف سے کہ واپس آئے تو اس وقت حج کا موقع تھا زائرین کی کثرت تھی۔ آپ ایک پہاڑی کی طرف نکل گئے۔ چند آدمی ایک گھاٹی میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے اللہ کی یکتائی، رسول کی رسالت کو بیان فرماتے ہوئے اسلام کی خوبیوں کو واضح کیا اور انکو اسلام کی دعوت دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ لوگ جو تعداد میں چھ تھے، آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے یہ سب مدینے کے رہنے والے تھے۔ یہ مدینہ پہنچکر اسلام کی اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ انکی خفیہ تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ اگلے سال اپنے ساتھ چھ آدمی اور لائے اور یہ بھی داخل اسلام ہوئے۔ اور بیعت اسلام کی۔ تیسرے سال بہتر آدمی آئے اور اسی گھاٹی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس بیعت میں آپ نے جو اقرار لیا اسکا اصل یہ تھا کہ شرک، چوری، زنا، قتل اولاد اور افترا کے مرتکب نہ ہونگے ہر ایک اچھی بات مانیں گے اور خوشی و غم میں یکساں رہیں گے۔

ناظرین کرام ان تاریخی واقعات کو جب پیش نظر رکھیں گے تو آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ان بیعتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد لوگوں کو اسلام کی تلقین کرنی، انکے اخلاق کو سنوارنا اور انکو نصرت اسلام پر آمادہ کرنا تھا۔ اگر اسوقت بھی جو یہ رسم بیعت سے یہی نتائج نکل رہے ہیں تو بلا شبہ یہ ایک رسم ہے جو ہو رہا ہے اور موجودہ ارباب تصوف کی مبتدعانہ تحسین ہے۔

اب آئیے اور بیعت شجرہ اور بیعت کوہ صفا پر غور فرمائیے کہ آنحضرت روحی فداہ نے کیا رہنمائی فرمائی ہے؟ اور اپنا کیسا اسوۂ حسنہ امت کے لیے پیش کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ ارادہ کیا کہ مکہ معظمہ تشریف لیجا کر عمرہ ادا کریں تو انکی اطلاع ہوتے ہی مہاجرین و انصار جو ہمیشہ اور ہر آن اس انتظار میں رہا کرتے تھے کہ کونسا موقعہ ہے کہ آپ کی اتباع کا شرف حاصل ہو اور آپکے ادنیٰ اشارہ پر اپنی جان و مال کو قربان کر دیں۔ ایک ہزار کی تعداد میں جمع ہو گئے اور ستر اونٹ ساتھ لیکر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے۔ راستے میں خبر ملی کہ کفار مکہ نے آپکے روکنے کا تہیہ کر لیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ آپ کو مکہ میں ہرگز جانے نہ دیں گے۔ آپ نے یہ سن کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بطور رہنما بھیجا کہ ابو سفیان کے پاس جاکر سمجھا کہ ہم لوگ جنگ کے لیے نہیں آئے ہیں ہمارا ارادہ محض عمرہ کرنیکا ہے۔ حضرت عثمان نے کفار کے سمجھانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا مگر انکو ماننا تھا نہ مانے۔ اس گفت و شنید میں دیر ہوئی اور یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان شہید کر دیے گئے۔ یہ سن کر رسول خدا صلعم نے پرجوش لہجہ میں فرمایا کہ جبتک عثمان کے خون کا بدلہ نہ لے لونگا نہ جاؤنگا۔ چنانچہ آپ ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور ایک ایک کرکے صحابہ کرام سے بیعت جہاد و قتال کی۔ اسی کو بیعت شجرہ یا بیعت رضوان کہتے ہیں۔

ناظرین کرام غور کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لیے تشریف لائے ہیں۔ جنگ کا کوئی سامان نہیں ہے مگر جہاد کے لیے آمادہ ہیں۔ آپ کے اسی عمل سے صرف عہدہ سفارت کا قابل قدر ہونا ہی ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک مسلم ہستی کی قدر و قیمت بھی معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے اپنے اس عمل سے امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ حق کے لیے اپنے ایک فرد پر پوری جماعت کو قربان کر دے اور ارباب حکومت کو یہ جتلایا ہے کہ سفیر کی حفاظت انکی حفاظت ہے۔ اس لیے کہ اگر سفیر ہی کی جان کی حرمت نہ باقی رہ گئی تو آخر وہ کونسا ذریعہ ہوگا جس سے ظالموں کو صلح کی دعوت دی جائیگی۔ اس بیعت جہاد و قتال کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ خود پروردگار عالم نے اسمیں شامل ہونے کی بزرگی بیان فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

لقد رضی اللہ عن المؤمنین	اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جبکہ وہ تجھ سے
اذ یبایعونک تحت الشجرۃ	درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کی۔

ناظرین عظام آپ اس عہد پر نظر کیجیے جو درخت کے نیچے لیا گیا آپنے اس بیعت میں دنیا کے امن و امان کی خاطر ایک ایک صحابی سے جان نثاری و قتال پر بیعت لی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کا ارادہ کیا تو دس ہزار کی جماعت آپ کے ساتھ ہوئی۔ اس کوچ کی اصل وجہ کفار و مشرکین کی عہد شکنی تھی۔ ان پیمان شکنوں نے صلحنامہ حدیبیہ میں جو عہد کیا تھا اسپر قائم نہ رہے۔ اس لیے آپنے مسلمانوں کو ساتھ لیکر اس عہد کی حقیقت کو ظاہر و ثابت کرنے اور عہد شکن ظالم کی دستبرد سے

عالم کے امن کو محفوظ رکھنے کے خاطر اللہ کے حکم سے جہاد و قتال کی تعمیل کے لیے کریں جو غازیانی کی ایک فتح مکہ کے بعد آپ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ جو سلوک برتا دنیا اسکی مثال پیش کرنے سے تاریخ عالم کے صفحات قاصر ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ جوق در جوق حلقہ اسلام میں بخوشی خاطر داخل ہونے لگے۔ فتح مکہ کے بعد آپ کوہ صفا پر بیٹھے تاکہ مسلمان ہونیوالوں سے بیعت لیں۔ اول آپنے مردوں کو مسلمان کیا اور بیعت لیتے وقت آپنے یہ وعدہ لیا کہ "ہم خدا تعالیٰ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہیں گے" اسکے بعد عورتوں کی باری آئی اور انسے آپنے یہ اقرار لیا کہ وہ شرک نہ کرینگی بیحیائی کا کام نہ کرینگی، کسی پر بہتان نہ باندھیں گی، اور کسی نیک کام میں نافرمانی نہ کرینگی" سورہ ممتحنہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

یا ایہا النبی اذا جاءک المؤمنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادہن ولا یاتین ببہتان یفترینہ بین ایدیہن وارجلہن ولا یعصینک فی معروف فبایعہن واستغفر لہن اللہ۔ ان اللہ غفور رحیم۔

جب تمہارے پاس مسلمان عورتیں آئیں اور تم سے یہ بیعت کرنی چاہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک نہیں ٹھہرائینگی اور نہ چوری کرینگی اور نہ بدکاری کرینگی اور نہ اولاد کو قتل کرینگی اور نہ اپنے ہاتھ کے آگے کوئی بہتان باندھ کر لائینگی اور نیک کاموں میں بجائے کہ انکا تم حکم دو گے تمہاری عدول حکمی کرینگی، تو ان شرطوں پر تم انسے بیعت لیا کرو اور خدا کی جناب میں انکے مغفرت کی دعا کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ان بیعتوں کے علاوہ اور بھی بیعتیں آپنے صحابہ کرام سے لی ہیں چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت عوف بن مالک اشجعی سے بیعت لی۔ آپ یہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے آپنے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بیعت نہیں کرتے۔ اس ارشاد پر ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیے اور عرض کیا کس امر پر بیعت کریں یا رسول اللہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپنے فرمایا "ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو" اور ایک بات آہستہ فرمائی وہ یہ ہے کہ لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو"

ناظرین کرام! آپکو بیعت عقبہ اولیٰ کا واقعہ معلوم ہوا آپ نے بیعت عقبہ ثانیہ کا حال پڑھا، آپ پر بیعت شجرہ اور بیعت کوہ صفا کی حقیقت واضح ہوئی۔ نیز دوسری بیعتوں کی بھی کیفیت معلوم ہوئی اب آپ غور کریں کہ کیا ختم بیعت کی غرض اسلام کی اشاعت نصرت دین حفاظت مسلمین، تزکیہ اخلاق اور جہاد فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہی وہ واقعات نہیں ہیں جو ارباب تصوف بیعت کے جواز و استدلال میں پیش کرتے ہیں۔ مگر میں ان سے باادب دریافت کرتا ہوں کہ موجودہ رسم بیعت سے ہمارے سردار و آقا (روحی فداہ) کا منشا (دعا یا بیعت) پورا ہوتا ہے یا نہیں۔ مذکورہ بالا واقعات بیعت کے بیان سے ہماری غرض یہی ہے کہ موجودہ ارباب تصوف اس پر غور کریں کہ آیا اسوقت بھی بیعت سے وہی غرض پوری ہوتی ہے جو خود بدولت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھی۔ اگر ہے تو بہتر اور اگر نہیں ہے اور یقینی نہیں ہے تو میں نہایت ہی ادب کے ساتھ ان لفظوں میں استدعا کرتا ہوں کہ ارباب تصوف بیعت کے ان عملی نتائج کو جو شارع اسلام کی اصل غرض تھی پیدا کرنے کی کوشش فرمادیں ورنہ یاد رکھیں کہ قیامت کے دن ہمارا جبہ و دستار ہرگز کام نہ آئیگا اور ہم ہرگز اس قابل نہ ہوں گے کہ اللہ و رسول کے آگے سرخرو ہوں۔ وما علینا الا البلاغ۔ وما توفیقی الا باللہ۔ والسلام۔

[مضمون بالا علیگڑھ یونیورسٹی کے ایک طالب علم کا ہے جسکی زبان اور املا کی نمایاں غلطیوں کو، صاحب مضمون کے حسب فرمائش شایع کیا جارہا ہے۔ واقعات جو اس میں درج کیے گئے ہیں بڑی حد تک صحیح ہیں لیکن ان سے یہ نتیجہ نکالنا، کہ موجودہ بیعت بیعت مسنونہ سے علاوہ اور علیحدہ کوئی نئی رسم ہے، پوری طرح صحیح نہیں۔ آج ارکان اسلام میں سے کوئی سے بھی رکن اُس ٹھیک اور اصلی حالت پر موجود نہیں جس پر عہد مبارک میں تھی۔ نماز و روزہ میں وہ خلوص باقی ہے نہ مسجد وہ دین ویسی ہی قائم ہے۔ پھر اس دور تنزل و انحطاط میں یہ توقع کیوں رکھی جائے کہ سنت بیعت اپنے اصلی خط و خال کے ساتھ موجود ہوگی؟ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بیعت مسنونہ کی حسب ذیل اقسام لکھی ہیں، بیعت خلافت، بیعت اسلام، بیعت تمسک تقوی، بیعت ہجرت و جہاد، بیعت توثیق جہاد۔ اور موجودہ بیعت صوفیہ کو بیعت توبہ و بیعت ترک معاصی و بیعت تمسک تقوی کا قائم مقام قرار دیا ہے۔ آج کل جس طرح سب "علماء" یکساں نہیں اسی طرح سب "مرشدین" بھی ایک درجہ اور ایک سطح کے نہیں۔ ان میں سے جو حضرات پاکیزہ ہیں، وہ اب بھی بیعت لینے سے بجز اسکے اور کچھ مقصد نہیں رکھتے، کہ اپنے مریدین اور طالبین کا تزکیہ نفس کریں، انھیں بد عملی کی تاریکی سے نکالیں، اور نیکی و راستی کی روشنی میں لاویں۔ مدیر سچ]

رسید کتب

سچ کا دائرہ عمل و شہرت بہت ہی محدود ہے۔ اکثر احباب اپنے حسن ظن سے کام لیکر ہر قسم کے علوم و فنون کی کتابیں اس پر ریویو کے لیے ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ بڑی عنایت کا شکریہ، لیکن افسوس ہے کہ سچ کے صفحات میں انکی عنایتوں کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جاسکتا۔ بہتیرے اس قسم کی کتابیں جن پر سچ میں ریویو نہ ہوسکیگا، گو وہ دفتر سچ میں موصول ہونگی، ان کا محض تذکرہ اس جدید عنوان رسید کتب کے تحت میں کر دیا جائیگا۔

(۱) تاریخ فلسفہ اسلام (ڈاکٹر دی بوئر جرمنی کی کتاب کا ترجمہ) مترجمہ ڈاکٹر سید عابد حسین ایم اے، پی ایچ ڈی پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی۔ ضخامت ۱۵۰ صفحہ قیمت ۱ ملنے کا پتہ: مکتبہ جامعہ ملیہ۔ قرولباغ دہلی۔

کتاب الفلاحت (مصنفہ ابو زکریا یحییٰ بن محمد اشبیلی) مترجمہ مولوی سید محمد ہاشم ندوی صاحب۔ جلد اول ضخامت ۵۱۰ صفحہ۔ علاوہ فہرست و مقدمہ و دیباچہ وغیرہ۔ (فن کاشتکاری یا فلاحت پر مباحث متعلقہ پر ایک مبسوط و دلچسپ خزانہ معلومات) مطبعہ معارف پریس اعظم گڑھ۔ غالباً وہیں سے مل سکے۔

(۳) عروس ادب - از جناب جوش بلگرامی، جوش صاحب بلگرامی کی نظموں کا مجموعہ ضخامت ۲۹۲ صفحہ قیمت درج نہیں غالباً دفتر رسالہ نظیر لکھنؤ سے مل جائے۔

یکمشت پندرہ روپیہ کے خریدار کو نصف محصول معاف

یکمشت پچیس روپیہ کے خریدار کو پورا محصول معاف

بسم اللہ

اللہ والوں کی کتابیں

ارزاں و عجیب

(اردو ترجمے)

اکسیر ہدایت۔ امام غزالی کی مشہور کتاب جو اسلام کی بتائی ہوئی سیدھی راہ پر چلنا سکھاتی ہے۔ قیمت

الفیض الربانی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے جن مواعظ کو سن کر لاکھوں مسلمان ہوگئے۔ ان کا مجموعہ۔ قیمت

اسوۂ حسنہ۔ علامہ ابن قیم کی لکھی ہوئی حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی قابل دید سوانح عمری کا خلاصہ۔ قیمت

انوار سبحانی۔ حضرت غوث الاعظمؒ کے چالیس وعظوں کا سلیس ترجمہ و شرح از مولانا عاشق الٰہی میرٹھی۔ قیمت

انیس الطالبین۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے حالات و مقامات از حضرت صالح بن المبارک بخاری۔ قیمت

المدار المنظم (دو جلد) حضرت غوث الاعظم کی مفصل سوانح عمری۔ از مولانا شاہ علی انور قلندر کاکوروی

الکہف والرقیم۔ حضرت شیخ عبدالکریم جیلی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی تفسیر و تشریح میں عالم عالم بیان فرمایا ہے۔ قیمت

الدر المنتقم۔ تصوف کی مشہور کتاب تحفۃ المرسلہ کی شرح از مولانا شاہ علی انور قلندر کاکوروی۔ قیمت

امیر الکونین۔ حضرت سلطان باہوؒ نے تصوف کے عجیب عجیب رموز اس رسالہ میں بیان فرمائے ہیں۔ قیمت

اسمائے حسنیٰ۔ امام غزالیؒ نے اللہ تعالیٰ کے ۹۹ ناموں کی تشریح و خواص میں یہ نایاب رسالہ لکھا ہے۔ قیمت

اصحاب صفہ۔ امام ابن تیمیہ نے ان اصحاب کرام کے حالات بیان کیے ہیں جنہوں نے حضور سرور کائنات کے پاس رہ کر تعلیم حاصل کی۔ قیمت

ازالۃ الخفا۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے خلفائے راشدینؓ کے عہد کی یہ نہایت مستند تاریخ لکھی ہے۔ قیمت

العقیدۃ الواسطیہ۔ امام ابن تیمیہ نے اس رسالہ میں اسلام کے اصول پر قابل دید بحث کی ہے۔ قیمت

الوصیۃ الکبریٰ۔ اہل سنت والجماعت کے اصلی عقائد کا بیان۔ از امام ابن تیمیہ۔ قیمت

العروۃ الوثقیٰ۔ خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ و وسیلہ کی ضرورت اور اس کی حقیقت۔ از امام ابن تیمیہ۔ قیمت

بندگی۔ امام ابن تیمیہ نے یا ایہا الناس اعبدوا ربکم کی جامع اور مبسوط تفسیر لکھی ہے۔ قیمت

تصفیہ۔ حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی کی کتاب تسویہ کی شرح۔ از مولانا شاہ علی انور قلندر کاکوروی۔ قیمت

تنویر الافق۔ شیخ علی بن حسام الدین کا مشہور رسالہ تبیین الطرق علم تصوف میں۔ قیمت

تفسیر سورۂ اخلاص۔ از شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جس میں عیسائیت اور فلاسفہ کی پرزور تردید ہے۔ قیمت

تفسیر سورہ فلق والناس " " ۹

تفسیر سورہ کوثر " " ۴

تقویۃ الایمان۔ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی مشہور کتاب جس میں اسلامی توحید کی وضاحت کی گئی ہے۔ قیمت

تذکرۃ الاولیا۔ حضرت فرید الدین عطارؒ کا مشہور و معروف تذکرہ بزرگان دین کے حالات و مقامات میں۔ قیمت

تذکرۂ اولیائے ہند۔ ہندوستان کے ہر سلسلہ کے بزرگان دین کے حالات

جواہر فریدی۔ حضرت بابا فرید گنج شکر کے سلسلہ کے بزرگوں کے حالات و مقامات

جواہر علویہ۔ مولانا شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی نے بزرگان سلسلۂ نقشبندیہ کے حالات تحریر کیے ہیں۔ قیمت

عین الفقر۔ حضرت سلطان باہو نے اس کتاب میں درویشی کی حقیقت اور اس کے حصول کی راہیں بیان کی ہیں۔ قیمت

شمس العارفین۔ اس رسالہ میں حضرت سلطان باہو نے اپنے طریقہ و تعلیم کو بتفصیل بیان کیا ہے۔ قیمت

کشف المحجوب۔ حضرت شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش کی مشہور کتاب جو تصوف کے رموز و نکات میں خاص شہرت رکھتی ہے۔ قیمت

محک الفقر (کلاں) حضرت سلطان باہو نے اس لاجواب کتاب میں مرشد کامل کی تعریف، تصوف کی حقیقت، خیر و شر کی تحقیق اور سیکڑوں اہم مسائل لکھے ہیں۔ قیمت

مرصاد العباد۔ حضرت خواجہ نجم الدین رازی نے اس کتاب میں تصوف کا عطر کھینچ کر بھر دیا ہے۔ ارواح کی تعریف، مراتب اور ان کی معرفت، ملکوتیات کی شرح اور ان کے مدارج وغیرہ بیان کر دیے ہیں۔ قیمت

مصباح التعرف۔ جس میں اصطلاحات صوفیہ کے معانی و مطالب کی تشریح کی گئی ہے۔ قیمت

مشائخ نقشبندیہ۔ بزرگان سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے مفصل حالات و مقامات۔ جس کے شروع میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری قابل دید ہے۔ قیمت

مقاصد السالکین۔ حضرت ضیاء اللہ نقشبندی نے اس کتاب میں وہ طریقے بیان کیے ہیں جن پر عمل کرنے سے سالک کا مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ قیمت

مقامات مظہری۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے حالات و مقامات

ملفوظات و مکتوبات۔ از حضرت شاہ غلام علی شاہ دہلوی۔ قیمت

مکتوبات (۳ جلد) حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکاتیب جن میں شریعت و طریقت دونوں کی صحیح تطبیق کی گئی ہے اور اسلامی زندگی کا اعلیٰ لائحۂ عمل خاص صوفیانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے جسے پڑھ کر کتاب و سنت کے اتباع کا ذوق پیدا ہو جاتا ہے۔ قیمت

منیجر الفرقان [illegible] لکھنؤ سے طلب فرمائیے